www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر ونظر

میڈیا کی اِصلاح؛ وقت کا اہم تقاضا

اس سال مجھے بیت اللہ میں رمضان المبارک کا آخری عشرہ گزارنے کی سعادت ملی۔ اس عشرہ کا سب سے بڑا اجتماع عموماً ستائیسویں رات کو ہوتا ہے۔ اس سال سعودی عرب میں یہ ہفتہ اور اتوار کی درمیانی رات تھی جس سے ایک روز قبل جمعۃ الوداع بھی گزر چکا تھا۔ ۲۷ ویں شب کی خاص بات طویل دعاے قنوت ہے جو رات تقریباً ۳ بجے ختم ہوئی۔ حرم مکی کے سینئر امام شیخ ڈاکٹر عبد الرحمٰن سدیس کی اس رات کی دعا نصف گھنٹے سے زیادہ طویل تھی جس میں عالم اسلام کے اہم ترین مسائل کے بارے میں دعائیں کی گئیں۔ بطورِ خاص کی جانے والی دعاؤں میں نوجوانوں کی اصلاح، خواتین کی نمائش سے پرہیز کی دعا، مسجدِ اقصیٰ سے یہود کے قبضہ کا خاتمہ اور پاکستان میں زلزلہ زدگان سمیت کشمیر، فلسطین، عراق اور افغانستان میں مسلمان مجاہدین کے لئے دعائیں شامل تھیں۔ مسلم ممالک اور سعودی حکمرانوں کے لئے بھی کئی دعائیں مخصوص تھیں، لیکن جس دعا نے بطورِ خاص متاثر کیا، وہ امام کعبہ کی وہ طویل دعا تھی جس میں اُنہوں نے مسلمانوں کے ذرائع ابلاغ کی اصلاح کی دعا کی۔ آپ کی دعا کا ترجمہ یہ ہے:

”یا باری تعالیٰ! مسلمانوں کے وسائل اِعلام کی اصلاح فرما، ان پر ایسے ذمہ داروں کو متعین فرما جو تیرے دین کے حامی ومددگار ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو مسلمانوں میں نیکی اور خیر کا پیغامبر بنا، نہ کہ وہ مسلمانوں کو تیرے دین سے دور کرنے والے اور فحاشی وبے حیائی کے مرکز بنیں۔ اے اللہ! مسلمانوں کے ذرائع ابلاغ سے نیکی کے فروغ اور اپنی دین کی خدمت کا کام لے۔“

موجودہ دور بجا طور پر میڈیا کا دور ہے۔ میڈیا کی اس قوت نے پوری دنیا کو ایک شہر میں تبدیل کردیا ہے۔ موبائل فون کی مدد سے ہر فرد ایک دوسرے سے رابطے میں ہے۔ اخبارات وجرائد اور انٹرنیٹ کی بدولت تازہ سے تازہ خبر ہر میز پر دستیاب ہے۔ دنیا بھر میں کروڑوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویب سائٹس اور سینکڑوں ٹی وی چینل ہر دم اطلاعات نشر کر رہے ہیں۔ لیکن افسوسناک امر یہ ہے کہ ابلاغ کے یہ مراکز اطلاع اور خبر رسانی کے نام پر ذہن سازی اور فکری سازشوں کا مرکز ومحور بن چکے ہیں۔

دنیا میں بسنے والے لوگ باخبر رہنے کی فطری خواہش کی بنا پر ان کی طرف بڑھتے ہیں، لیکن انسان کے باخبر رہنے کے فطری جذبے کا استحصال کرتے ہوئے یہ میڈیا ان کی ذہن سازی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ میڈیا کا یہ کردار اس قدر ظاہر وباہر ہے کہ اسے معمولی سمجھ بوجھ رکھنے والا انسان بھی سمجھتا ہے، اور میڈیا کی تعلیم حاصل کرنے والے تو بطورِ خاص ان ابلاغی ہتھکنڈوں کی تعلیم وتربیت سے مزین کئے جاتے ہیں کہ ذرائع ابلاغ کے ذریعے رائے عامہ پر کیسے اثر انداز ہوا جاتا ہے؟

انسان کی تعلیم کا ایک مرحلہ تو وہ ہے جس میں انسان کسی درسگاہ میں حصولِ علم کے مراحل طے کرتا ہے۔ اس درسگاہ سے علم حاصل کرنے کے بعد روزمرہ پیش آنے والے اُمور یا قومی رویوں میں انسان جو رجحان اختیار کرتا ہے، وہ اس کی تعلیم کے دوسرے مرحلے یعنی میڈیا کا مرہونِ منت ہوتا ہے اور میڈیا کی یہ تعلیم قبر میں اُترنے تک جاری رہتی ہے!

معلومات اور خبروں کے انبار میں میڈیا جن باتوں کی خبر ہم تک پہنچاتا ہے، وہ تو ذہن میں تازہ رہتی اور جن کو نظر انداز کرتا ہے، وہ ذہن سے محو ہوتی رہتی ہیں۔ اس مقصد کے لئے میڈیا کے کارپردازان کو جھوٹ رہیچ کی بجائے صرف خبروں کے انتخاب میں چالاکی سے کام لینا پڑتا ہے۔ باقی کمی، الفاظ کا انتخاب اور جملے کی ترکیب پوری کرتی ہے۔ گویا خبر میں بظاہر خبریت ہوتی ہے لیکن اس کے بین السطور میں ایک پیغام پوشیدہ ہوتا ہے جو الفاظ میں موجود نہ ہونے کے باوجود ابلاغ کی بھرپور تاثیر رکھتا ہے!!

میڈیا کے موجودہ دور سے قبل مسلم معاشروں میں یہ حیثیت خطبہ جمعہ کو حاصل تھی کہ ان کے ذریعے علماے دین کا عوام سے سب سے گہرا رابطہ ہوتا تھا، اور وہ اس رابطہ کے ذریعے ان میں اللہ سے تعلق کو پختہ کرتے اور اس کے احکامات بجا لانے کی ترغیب دیا کرتے۔ آج بھی کئی معاشرتی تبدیلیوں کے باوجود معاشرے میں مؤثر خطیبوں اور علما کی رائے کو اہم حیثیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل ہے۔ علما کے اسی کردار کو برقرار رکھنے کے لیے اسلامی یونیورسٹیوں میں آج بھی المعهد العالي للدعوة والإعلام کے نام سے ابلاغ ودعوت الیٰ اللہ کے شعبے کام کررہے ہیں۔ اسلام نے میڈیا پر بڑی کڑی ذمہ داری عائد کی ہے اور ابلاغ کے اس مشن کو دینی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی ترغیب دی ہے۔یہی وجہ ہے کہ ابلاغ کے ہی قریب ترین الفاظ مثلاً تبلیغ اور مبلغ وغیرہ آج بھی اسلامی معاشروں میں 'دینی دعوت' کے مترادف سمجھے جاتے ہیں۔

موجودہ میڈیا؛ عشق ومستی اور فحاشی وبے حیائی کا داعی

میڈیا ایک قوم کی تشکیل کرتا ہے، اس کے کارپردازان اگر خیروفلاح کا ذوق رکھتے ہیں اور اپنی ذمہ داری سے آگاہ ہیں تو وہ قوم کی تعمیر کا مبارک فریضہ انجام دیتا ہے اور اس سے اگر شر کے فروغ کا کام لیا جاتا ہے تو گویا تخریب کا مقصد پورا ہوتا ہے۔

جب سے میڈیا کو نئے وسائل مثلاً پرنٹنگ پریس یا ریڈیو، ٹی وی اور انٹرنیٹ وغیرہ میسر آئے ہیں، تب سے ان وسائل کے ذریعے لادین مغرب نے اپنے خیالات کو دنیا بھر میں پھیلایا ہے اور میڈیا کے انہی ذرائع کے ذریعے نبی کریم ﷺ کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی ہے کہ ہر گھر میں برائی پھیل جائے گی اور موسیقی عام ہوجائے گی۔

اتفاق سے ہم ایسے دور میں جی رہے ہیں جب ہمارے سامنے نت نئے وسائل ابلاغ جنم لے رہے ہیں۔ ٹی وی کا فروغ آج سے کم وبیش ۳۵، ۳۰ سال قبل ہوا، ڈش ۱۵ سال قبل متعارف ہوئی، پھر کیبل کا زمانہ آیا جسے ۴، ۵ برس ہوچلے ہیں۔ مستقبل قریب میں 'انٹرنیٹ ٹی وی' کا مرحلہ بھی آنے والا ہے۔ یہی حال تصاویر، موسیقی اور ویڈیو کے دیگر آلات کا ہے کہ ان کا ارتقا ہماری آنکھوں کے سامنے کی بات ہے۔ قابل غور امر یہ ہے کہ کیا ان وسائل ابلاغ سے خیر کے فروغ کا کام لیا گیا ہے یا یہ شر کے مراکز بن گئے ہیں؟

مجموعی طور پر ان جدید وسائل اعلام پر ایک طرف فحاشی وبے حیائی کا غلبہ ہے تو دوسری طرف یہ ملحدانہ افکار کے مراکز ہیں۔ گو کہ ان سے بعض دینی مقاصد کو بھی فروغ حاصل ہوا ہے لیکن اگر مجموعی شرح دیکھی جائے تو انٹرنیٹ نے فحاشی کے بہیمانہ ڈھنگ متعارف کرائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، ٹی وی نے عشقیہ فلموں اور ڈراموں کے ذریعے معاشرے کو بے راہ روی پر گامزن کردیا ہے۔ ٹی وی کے خبرناموں، مباحثوں اور ریڈیو کے پروگراموں کے ذریعے فکری الحاد میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ ان ذرائع ابلاغ کے ذریعے اداکاروں، گویوں اور کھلاڑیوں کی ایک فوج ظفرموج سامنے آئی ہے جنہوں نے عوامی رجحانات میں بنیادی تبدیلیاں کی ہیں۔ مسلمان قوم کے رجحانات کو اس قدر مسخ کردیا گیا ہے کہ کسی مرکزِ ابلاغ کی کامیابی کے لئے سرفہرست چیزوں میں اداکار، فیشن، تفریح، موسیقی، رقص اور کھیل ہی بنیادی حیثیت اختیار کر گئے ہیں۔

پاکستانی حکومت نے بھی گذشتہ چند سالوں میں کئی ریڈیو اور ٹی وی چینلوں کی اجازت دی ہے، لیکن ان چینلوں پر کڑی نظر رکھنے کی ضرورت کے علاوہ ان کی اساسی 'میڈیا پالیسی' ہی قابل اصلاح ہے۔ پاکستانی معاشرے کے بالائی طبقوں میں مغرب نوازی اور لادین رجحانات کا غلبہ ہے۔ اگر مال ودولت ہی کسی چینل کے لئے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں تو پھر معاشرے پر اسی طبقے کے رجحانات کا غلبہ ہوگا جب کہ اسی میڈیا کے مثبت کردار کے ذریعے پوری قوم میں تعمیری روح پھونکنے کا کام بھی لیا جاسکتا ہے۔

شیطانی کاموں کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ انسان کا نفس امارہ ان کی طرف فوری راغب ہوتا ہے لیکن آخر کار ان کا نتیجہ مایوسی اور حسرت، بے دینی اور بے اطمینانی ہوتا ہے۔ جبکہ مثبت رجحانات نسبتاً عزم واستقلال کے متقاضی ہوتے ہیں، لیکن انہی کے نتیجے میں آخر کار دنیوی واُخروی اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ بے فکری، اِسراف، وقت کا ضیاع، نظربازی، فحاشی اور تکبر وغرور ہر شخص کو پہلے پہل مرغوب نظر آتا ہے، یہی شیطانی چیزوں کا وصف ہے۔ لیکن مقاصد کے حصول کے لئے منصوبہ بندی، ضرورت کے لئے وسائل کو بچا کر رکھنا، تعلیم واصلاح میں وقت صرف کرنا، پاکبازی اختیار کرنا، عاجزی اور انکساری کو شیوہ بنانا آخر کار انفرادی اور اجتماعی صلاح وفلاح کا ضامن بنتا ہے۔ لیکن جو ذرائع ابلاغ گناہ کی ظاہری چمک دمک کے ذریعے فرد اور معاشرے کو ضیاع کی طرف لے جارہے ہیں، اس کا نتیجہ بھگتنے کے لئے بھی قوم کو تیار رہنا چاہئے۔ انسان کا پہلا قدم اس کا اپنا انتخاب ہوتا ہے، اور قرآن کریم کی رو سے جو آدمی برا قدم اُٹھاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے برے اعمال کو مزین کردیتے ہیں اور جو نیکی کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رغبت کرتا ہے، اللہ اس کے لئے نیکی کو آسان کر دیتے ہیں۔

میڈیا کا نظریاتی کردار

میڈیا کا ایک کردار تو فرد کی اصلاح اور اس کے رجحانات کی تشکیل ہے۔ میڈیا کا دوسرا کردار نظریات کی تشکیل اور افکار کی تعمیر وتخریب ہے۔

عمل سے پہلے نظریہ ہوتا ہے۔ انسان جو نظریہ اختیار کرتا ہے، اس کا عمل اس کی تصدیق کرتا ہے۔ دورِ خلافت راشدہ میں ان گنت کامیابیوں اور ایک صالح معاشرہ کی تشکیل سے پہلے کئی برس اس کی نظریاتی تعمیر میں لگے۔ مغرب کی موجودہ برتری اور مسلمانوں کی پس ماندگی کے پیچھے مغرب کے نظریے کا غلبہ ہے جو تین سو سال سے اس کے ذرائع ابلاغ کے راستے ہر مسلم وغیر مسلم کے ذہن پر چھایا ہوا ہے۔ اس کے بالمقابل اسلامی نظریات کا ابلاغ اور ان کی تشریح کا کام عرصہ دراز سے بڑی جزوی سطح پر ہو رہا ہے۔ عمومی طور پر مغربی نظریات کے سہارے ہی دنیا کا نظام چل رہا ہے اور یہ ساری برتری ذرائع ابلاغ کی مرہونِ منت ہے۔☆

دنیا میں ایک حکومت تو عسکری برتری کے نتیجے میں قائم ہوتی ہے۔ یہ کسی قطعہ زمین پر ہوتی ہے۔ لیکن حکومت کی ایک قسم ذہنوں پر حکومت کرنا اور ان کے طرزِ فکر پر تسلط جمانا ہے۔ زمینی سرحدوں کی طرح نظریاتی سرحدیں بھی ہوتی ہیں، عسکری جارحیت کی طرح نظریاتی یلغار بھی ہوتی ہے۔ عسکری جارحیت اور دفاع میں فوج بنیادی کردار ادا کرتی ہے جب کہ غزوِ فکری میں قوم کے دانشور اساسی کردار ادا کرتے ہیں۔

اس ماڈرن دور میں زمینوں پر حکومت تو ختم ہو جاتی ہے لیکن ذہنوں پر تحکم اور تسلط برقرار رہتا ہے۔ آج بالخصوص اسلامی دنیا مغرب کے ذہنی تسلط اور فکری محکومی کا شکار ہے۔ اس فکری محکومی کے عناصر اور مراکز میں ٹی وی، فلم، اخبارات، اشتہارات اور انٹرنیٹ وغیرہ شامل ہیں۔

بہر حال فکری اور نظریاتی جنگ کا میدان بہت وسیع ہے۔ میڈیا کے ذریعے قوموں کو کسی نکتے پر متحد کیا جاتا ہے، مختلف آوازوں کو ہم آہنگ کیا جاتا اور اُنہیں ایک ہدف پر مرکوز کیا جاتا ہے، اس کی نمایاں مثال نائن الیون کا حادثہ ہے۔ اس حادثہ کے حقائق اور وجوہات کچھ بھی

☆ مزید تفصیل کے لئے: ابلاغی حیوان، حیوانی ابلاغ اور طالبان از محمد عطاء اللہ صدیقی، محدث جنوری ۲۰۰۲ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں لیکن اس حادثہ سے امریکی حکومت نے مطلوبہ مقاصد حاصل کرنے کے لئے امریکی قوم کو متحد کیا اور اُنہیں نام نہاد 'اسلامی دہشت گردی' کے خلاف منظم کیا۔ امریکی میڈیا نے اس حادثہ کو قومی یکجہتی کے لئے ایک علامت کے طور پر استعمال کیا اور لگاتار اس کا تذکرہ کرکے ذہنی طور پر اُنہیں مسلم ممالک پر غاصبانہ قبضہ کے لئے آمادہ کیا۔

اسی میڈیا مہم کے نتیجے میں امریکی میڈیا عراق کی خودساختہ ایٹمی قوت کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا رہا اور دنیا بھر میں امریکہ مخالف کسی چھوٹے سے چھوٹے مظاہرے یا امریکہ سے نفرت کی کسی علامت کو بار بار ٹی وی سکرین پر پیش کیا جاتا رہا جس سے امریکی عوام میں مسلم دنیا کے خلاف ہیجان خیز نفرت پیدا کی گئی۔

اسی میڈیا مہم کا ایک حصہ عراقی صدر صدام حسین کی پریشان حال تصاویر دکھانے پر مشتمل تھا، جس کے ذریعے دیگر مسلمان ملکوں کے حکمرانوں کو یہ پیغام دیا گیا کہ اگر وہ امریکہ کے خلاف چلیں گے تو ان کا انجام بھی اس سے مختلف نہیں ہوگا۔☆

اسی میڈیا مہم کے ذریعے باقاعدہ منصوبہ بندی کے ذریعے امریکی عقوبت خانوں میں قرآن کریم کی توہین کی خبریں نشر کی گئیں تاکہ مسلمانوں کو عالمی سطح پر ہزیمت وشکست کے احساس سے دوچار کیا جاسکے۔ یہ تمام واقعات کسی حادثے کی بجائے خودساختہ منصوبہ بندی کا حصہ تھے جس سے مخصوص مقاصد پورے کیے گئے۔

اسی میڈیا مہم کے ذریعے عراق میں جاری دستوری جنگ کے یک رخے پہلوؤں کو پیش کیا جاتا ہے تاکہ امریکی تسلط کو دستور کے پردے میں چھپایا جاسکے۔

امریکی عوام کی عادت ہے کہ گاڑی میں بیٹھتے ہی ریڈیو کا بٹن آن کردیتے ہیں یا نیوز چینلوں پر ہی زیادہ وقت گزارتے ہیں۔ اس اعتبار سے دنیا بھر میں سب سے زیادہ امریکی عوام خود ابلاغ کے استحصال کا شکار ہیں اور ان کی حکومت من مانے مقاصد کے لئے رائے عامہ کو میڈیا کے بل بوتے پر ہموار رکھنے میں معمولی غفلت نہیں کرتی۔

میڈیا کی اہمیت کا یہ عالم ہے کہ میڈیا کے بل بوتے پر آدھی جنگ آغاز سے قبل ہی جیت

☆ مزید تفصیل کے لئے مضمون: 'صدام کارڈ' سہ ماہی 'ایقاظ' ملتان، شمارہ اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۵ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لی جاتی ہے اور میڈیا وار باقاعدہ جنگی حکمتِ عملی کا حصہ ہوتا ہے۔ اسی لیے امریکی محکمہ دفاع میں اسلام کے خلاف عالمی رائے ہموار کرنے کے لئے 'میڈیا سنٹر' قائم کیا گیا ہے اور اس کے لئے بھاری اخراجات منظور کئے گئے ہیں۔

اگر میڈیا سے دن رات وہ حقائق نشر ہوں جو افغانستان وعراق میں امریکی فوجوں کو درپیش ہیں تو لازمی سی بات ہے کہ ان کے لئے اس جنگ کو بند کرنا ضروری ہوجائے، دوسری طرف اگر مسلمانوں کو اپنے مجاہدین بھائیوں کی کامیابیوں کا مسلسل علم ہوتا رہے تو وہ دعاؤں اور مالی وجانی وسائل کے ساتھ ان کی مدد کے لئے ہردم آمادہ رہیں، لیکن میڈیا پر مجاہدین کی ہزیمت کی خبروں کو تو نمایاں کیا جاتا اور ان کی کامیابیوں کے سرسری تذکرہ پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کی موجودہ شکست خوردہ نفسیات کے پس پردہ میڈیا کا یہی کردار کارفرما ہے۔

دنیا بھر کا میڈیا عموماً صہیونی مفادات کا تحفظ کرتا ہے۔ صہیونیوں نے اپنے مال ودولت سے بطورِ خاص عالمی ذرائع ابلاغ کو خرید رکھا ہے اور اکثر وبیشتر چینلوں کے مالکان خود یہودی ہیں جیسا کہ محدث میں اس بارے میں بعض مضامین بھی شائع ہوچکے ہیں۔☆ یہ مالکان اوپر بیٹھ کر منصوبہ بندی کرتے اور سامعین کی ذہن سازی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔

قابل غور امر یہ ہے کہ پاکستان اور تیسری دنیا کے دیگر ممالک کے بارے میں بی بی سی خصوصی خبریں جاری کرتا اور اپنے نمائندے متعین کرتا ہے۔ بی بی سی کو کیا ضرورت کہ وہ پاکستان کے پس ماندہ علاقوں کی خبریں دیتا رہے۔ دراصل اس طرح کی خدمات کے ذریعے وہ ایک ادارے کا وقار قائم کرتے اور مطلوبہ موقع پر اس سے اپنے مخصوص رجحانات کو فروغ دینے کا کام لیتے ہیں۔ ایک ماہ قبل بی بی سی نے عربی زبان میں اپنی سروس شروع کرنے کا بھی اعلان کیا ہے، ظاہر ہے کہ اس سے بھی ایسے ہی مذموم ابلاغی مقاصد کی تکمیل کی جائے گی۔ انکے اس اعلان سے پتہ چلتا ہے کہ اب برطانیہ کو عرب لوگوں کی ذہن سازی کی ضرورت بھی پیش آگئی ہے۔ ممکن ہے کہ عراق میں برطانوی فوجوں کی موجودگی کی وجہ سے یہ ضرورت پیش آئی ہو۔

☆ مزید تفصیل کے لئے مضمون: 'روپرٹ مردوخ، ابلاغ کا بادشاہ' ماہنامہ 'محدث' لاہور، مارچ ۲۰۰۵ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میڈیا کی حیثیت انسان کی زبان کی سی ہے، انسان اپنے احساسات وجذبات کی ترجمانی جس طرح اپنی زبان سے کرتا ہے، اور اس صلاحیت کی غیر موجودگی میں سنگین محتاجی کا شکار ہوجاتا ہے، اسی طرح یہ ذرائع ابلاغ انسانوں کے لئے زبانِ ناطق کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اگر میڈیا کے اہم کردار کو دیکھا جائے تو اس کی حیثیت انسانی جسم میں موجود اس عصبی نظام کی طرح ہے جو تکلیف کے احساسات دماغ تک منتقل کرتا ہے اور دماغ اسی عصبی نظام کے ذریعے اس کے تدارک کا انتظام کرتا ہے۔ اگر یہ نظام معطل ہوجائے تو جس طرح ایک انسان موت کو گلے لگالیتا ہے، اسی طرح اگر میڈیا کا یہ نظام خراب ہوجائے تو انسانی معاشرہ ہلاکت سے دوچار ہوجاتا ہے۔

لیکن اگر اس نظام پر اختیار رکھنے والے لوگ اسے حقیقی مشکلات اور اس کے صحیح تدارک کی بجائے اپنے مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ بنالیں تو اس سے معاشرہ شدید ابتری کا شکار ہوجائے گا۔ ہمارے اردگرد اس کی ان گنت مثالیں بکھری پڑی ہیں۔

پاکستانی زلزلہ اور میڈیا

میڈیا کی قوت کا اندازہ اس امر سے لگائیے کہ ۸؍اکتوبر کو ہونے والے المناک زلزلہ کی اطلاع جب تک اخبارات وجرائد اور ریڈیو ٹی وی پر نہیں آئی تھی، ملکی سطح پر کسی کو یہ احساس بھی نہیں تھا کہ اتنا بڑا حادثہ رونما ہوچکا ہے۔ اور آج اگر قوم اس سانحہ کے بعد اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد کے لئے متحد اور یکسو ہے تو یہ سب میڈیا کی مثبت فعالیت کا نتیجہ ہے۔

البتہ دوسری طرف پاکستانی میڈیا پر غلط اطلاع رسانی اور منفی کردار کے شواہد بھی بے شمار ہیں اور میڈیا کا یہ رویہ ملکی ابتری کی اہم وجوہات میں سے ایک ہے لیکن حالیہ زلزلہ کے بعد میڈیا کی کارکردگی نے ایک بار پھر اس احساس کو تازہ کردیا ہے کہ ہمارا میڈیا ملکی اور عوامی مفاد کی بجائے بعض دیگر مفادات کی تکمیل کا ذریعہ بنا ہوا ہے، مثال کے طور

① پاکستانی میڈیا نے زلزلہ زدہ علاقوں کی صحیح اطلاع پہنچانے میں حد درجہ تاخیر کے علاوہ حکومتی کوتاہیوں اور غفلت کو چھپانے کا کردار بھی انجام دیا۔ ابتدائی کئی دنوں میں حکومتی میڈیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے زلزلہ زدگان کی منظرکشی کی بجائے پاکستانی فوج کے پروپیگنڈا سنٹر کا کردار ادا کیا۔ یہ پاکستانی میڈیا ہی تھا جس پر وزیر اطلاعات نے متعدد بار 'حالات پرسکون ہیں، زندگی کا پہیہ بخوبی رواں دواں ہے' کے بجو بہ روزگار دعوے کیے جبکہ دوسری طرف متاثرہ علاقوں میں کئی روز تک گری بلڈنگوں میں دبے افراد موت وحیات کی کشمکش میں رہے، اور آخر کار کوئی مدد نہ ملنے پر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ہمارے میڈیا نے اس موقع پر غفلت شعاری کی نادر مثال قائم کی۔

② حکومت کے زیرنگرانی مغربی ممالک کی امداد کے لمبے چوڑے اعداد وشمار پیش کئے گئے جن میں سے اکثر ممالک کی صورتحال یہ ہے کہ ان سے اقوامِ متحدہ یہ اپیل کرنے پر مجبور ہے کہ مطلوبہ امداد پوری نہ ہونے کی وجہ سے کم ازکم وعدہ دینے والے ممالک تو اپنے وعدے پورے کریں پھر ان کو آمادہ کرنے کے لئے ڈونرز کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔

دوسری طرف اسی میڈیا پر ہمارے خیر خواہ مسلمان ممالک کی خبریں بہت کم دکھائی دیں، جبکہ حقائق کے مطابق جس کا اعتراف گورنر پنجاب سمیت کئی حکومتی شخصیات نے کیا ہے، اس مشکل موقع پر پاکستانی عوام کی سب سے زیادہ بے لوث مدد سعودی عرب اور خلیجی ممالک نے کی☆۔ خود راقم نے مکہ مکرمہ میں چاند رات کو سعودی ٹی وی پر ریاض کے سب سے بڑے خطیب ڈاکٹر عبد الرحمٰن العریفی کا مؤثر خطاب سنا جس میں اُنہوں نے سعودی عوام سے پاکستانی بھائیوں کی مدد کے لئے کئی پہلوؤں سے اپیل کی۔

بہر حال امداد کے سلسلے میں حقیقی اعداد وشمار کو پیش کرنے کی بجائے مغربی ممالک کی امداد کا زیادہ پروپیگنڈا کیا گیا، جن کے ساتھ نامعلوم کون سی شرائط بھی موجود ہیں۔ میڈیا کی اس حکمتِ عملی کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمیں اس بات کا علم نہیں ہوسکتا کہ ہمارے حقیقی خیر خواہ کون ہیں؟

یہ رویہ صرف اسی موقعہ پر نہیں بلکہ استعمار کے زیراثر تمام ممالک میں بلا استثنا اختیار کیا جاتا ہے جس کا مقصد یہ ہوتا کہ مسلمان ممالک کا آپس میں رابطہ اور بھائی چارہ کم سے کم ہو یا انہی مغربی ممالک کے توسط سے ہو۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم ممالک کی اکثر خبریں بھی ہمارے پاس عالمی ذرائع ابلاغ کے ذریعے ہی آتی ہیں اور ہمارے باہمی رابطہ کے چینل انتہائی محدود یا

☆ مزید تفصیل کے لئے مضمون: 'زلزلہ پر امداد کے اعداد وشمار' ہفت روزہ ایشیا، لاہور، نومبر ۲۰۰۵ء، شمارہ ۴۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر موٴثر ہیں۔

③ مذکورہ دو کردار تو حکومتی میڈیا کے ہیں لیکن ایک افسوسناک کردار البتہ تمام ذرائع ابلاغ نے ادا کیا۔ جہاں تک زلزلہ زدگان کی عملاً مدد کا تعلق ہے تو اس میں دینی جماعتوں کا کردار بہت نمایاں ہے، اس حادثہ کو دو ماہ گزرنے کے بعد اب مزید چشم پوشی کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ وگرنہ آغاز کے ایک دو ہفتوں میں تمام ذرائع ابلاغ نے ان کے کردار کو بری طرح نظر انداز کیا۔ اور دوسری طرف ان اداکاراؤں یا گلوکاروں کو زیادہ سے زیادہ پروجیکشن دی جن کا کردار بہت محدود ہے۔ اوّل تو عوام نے ان کو مالی تعاون بھی محدود دیا اور اس کے بعد اس کو تقسیم کرنے اور مصیبت زدگان کے گھر گھر پہنچنے کی انہیں توفیق بھی کم ہی ملی، یہی وجہ ہے کہ ہمارے اخباروں میں ان دنوں فوٹو سیشنوں اور نمائشی امداد کے ڈراموں کو بھی ہدفِ تنقید بنایا جانے لگا۔ اب کچھ دنوں سے بعض اخبارات میں اس امتیاز کے خلاف کالم بھی دیکھنے کو ملے۔ میڈیا کا یہ مجرمانہ کردار کہ وہ قوم کو اس کے حقیقی مددگاروں سے کاٹ کر مصنوعی غم بانٹنے والوں سے جوڑنا چاہتا ہے، حق تلفی اور ظلم کے مترادف ہے!!

میڈیا کا یہ کردار نیا نہیں بلکہ ہمیشہ سے دین دار طبقہ کے حصہ میں صرف تنقید اور مغرب نواز حلقہ یا مادر پدر آزاد لوگوں کے حق میں توصیف آتی ہے۔ اُن کے چھوٹے سے نیک عمل کو پروجیکٹ کیا جاتا اور دین دار لوگوں کی کسی کمزوری کا خوب ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے۔ معاشرے میں اللہ کا نام بلند کرنے والے لوگ میڈیا کے اسی ظالمانہ کردار کی وجہ سے عموماً عوامی تنقید کا ہدف بنے رہتے ہیں کہ اُنہیں فرشتہ باور کرا کے معمولی کوتاہی پر برسر بازار رسوا کیا جاتا ہے جبکہ عوام الناس کے لئے ہر طرح کا گناہ گوارا بلکہ ان کا پیدائشی حق تصور کیا جاتا ہے۔

اس سلسلے میں پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ ابلاغیات کے صدر نشین کی ہی ایک مثال دینا موزوں ہوگا۔ آپ ماشاء اللہ اچھے دینی رجحانات رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود میڈیا کے عام رویے سے خود بھی متاثر ہیں۔ جولائی ۲۰۰۴ء میں پنجاب یونیورسٹی میں ہی 'دینی مدارس کی صحافت' پر ایک سیمینار منعقد ہوا جس میں اُنہوں نے دینی صحافت پر تنقید کرتے ہوئے یہ الزام

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا کہ دینی رسائل سنجیدگی سے خالی ہوتے ہیں جس کی دلیل یہ پیش کی کہ ان میں 'ضرورتِ رشتہ' کے اشتہارات بکثرت آتے ہیں۔ اسی سیمینار میں راقم نے موصوف کے نکتہ نظر پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ دینی رسائل میں ضرورتِ رشتہ کے اشتہارات پر تو اعتراض کیا جاتا ہے لیکن اخبارات میں قد آدم سائز کے مخصوص ادویات اور امراض کے جو بے ہودہ اشتہارات شائع ہوتے ہیں، ایسے ہی کسی حسینہ کی جو بے حجاب یا فحاشی کی علامت تصویر ہر اخبار کے عین درمیان میں شائع کرنا ضروری سمجھی جاتی ہے، یہ کونسی متانت اور سنجیدگی کی دلیل ہے؟ غالباً اس کا جواب اس کے سوا کچھ نہیں کہ دینی رسائل تو دینی ہوتے ہیں جبکہ اخبارات کا دین سے کیا واسطہ؟ لیکن جہاں تک اسلام کا تعلق ہے تو اسلام کے احکام ہر مسلمان کے لئے برابر ہیں!!

میڈیا کی یہ لگی بندھی روش حسبِ سابق اس سانحہ پر بھی وہی رہی اور اب بعض اخبارات نے اس دوہرے معیار کو آشکارا کیا ہے جن میں روزنامہ نوائے وقت کا کردار قابل تعریف ہے۔

☜ ابلاغ کے استحصال کی ایک بدتر مثال اخبارات کی وہ شہ سرخی بھی ہے جس میں جناب صدر کا یہ 'فرمانِ مبارک' شائع ہوا کہ "اسرائیل سے مدد کا کوئی پاکستانی مخالف نہیں ہے۔"

پوری قوم زلزلے کے مصائب سے دوچار تھی اور جناب صدر کے ہر روز یہ بیان تواتر سے شائع ہوتے رہے کہ ہم ہر قوم سے مدد کی درخواست کرتے ہیں۔ اور اس درخواست پر صدر نے اس صراحت کو کبھی بھولنا گوارا نہ کیا کہ "چاہے وہ اسرائیل ہی کیوں نہ ہو۔" صدر کے یہ بیانات ذہن سازی کی بھونڈی مثال ہیں جس سے ملتِ اسلامیہ کا دکھ درد رکھنے والا ہر شہری شدید تکلیف سے دوچار ہوتا ہے۔

عالمی سطح پر اور ملکی پیمانے پر میڈیا کا یہی افسوسناک کردار ہے، جس کو سمجھنے کی وجہ سے راقم کو امام کعبہ کی ذرائع ابلاغ کے لئے یہ دعا بڑی برمحل محسوس ہوئی اور یہی احساس ان سطور کو تحریر کرنے کا باعث بنا۔ جیسے کہ میں ذکر کر چکا ہوں کہ میڈیا کا کردار زبانِ ناطق ہے، اس کا کردار اس عصبی نظام کا سا ہے جو پورے جسم میں ہر طرح کی اطلاع لے کر پہنچتا ہے، جس کے نتیجے میں دماغ اس کے تدارک کے اقدامات بروئے کار لاتا ہے۔ میڈیا کی حیثیت قوم میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک روحِ رواں کی ہے۔ یہ رواں روح قوم کو جس طرف لے جانا چاہے، وہی اس کی منزل بن جاتی ہے۔ ایک عام شخص جب کسی اہم ذریعہ ابلاغ پر کوئی بڑی خبر سنتا یا پڑھتا ہے تو اس کے لئے اس پر یقین لائے بنا چارہ نہیں، لیکن وہ خبریں کس نظریہ اور مقصد کے تحت ہمارے ہی جیسے انسان نشر کرتے ہیں، ان میں ذہن سازی کے کونسے عناصر چھپے ہوتے ہیں، یہ باتیں عوام کی نظر سے عموماً اوجھل رہتی ہیں۔

اسلام نے ہمیں قلم کی حرمت کا درس دیا ہے، برائی کی اشاعت پر وعیدیں دی ہیں اور مسلمان کو خیر کا پیغامبر بنایا ہے۔ خود 'صحافت' کا لفظ عربی زبان میں بڑا مبارک ہے، صحیفہ 'مقدس تحریر' کو کہتے ہیں، اسی سے 'صحیفہ قرآنی' اور 'موسیٰ وابراہیم علیہم السلام کے صحف' کا لفظ بولا جاتا ہے۔ ہر شخص کو اپنے قول پر اسلام نے ذمہ دار ٹھہرایا ہے، اور جھوٹ سے ہر صورت بچنے کا مسلمان کو پابند کیا ہے۔

آج میڈیا کے اس دور میں اربابِ ذرائع ابلاغ کو اپنی اسلامی ذمہ داری کو سمجھنا چاہئے، صحافت کی درس گاہوں میں اسلامی نظریۂ صحافت اور سچ کی پاسداری کا درس دیا جانا چاہئے☆ مغربی صحافت کی حیلہ جوئیوں سے مسلم صحافت کو ممتاز ہونا چاہئے۔ اس میڈیا کو فحاشی اور عشق ومحبت کی بجائے خیر وبھلائی کا پیامبر بنانے کی تدبیر کرنا چاہئے۔

اگر میڈیا کو اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں تو کم از کم ان کا شکار ہونے والے مسلمان بھائیوں کو ان کے طریقہ واردات سے آگاہی ہونی چاہئے۔ اور دنیاوی وسائل سے مالا مال مسلمانوں کو خود صالح ذرائع ابلاغ قائم کرنے کی طرف توجہ دینا چاہئے تاکہ معاشرے میں زندہ جاوید روح شیطان کی بجائے ربّ ذوالجلال کی طرف دعوت دینے والی بن جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں کا صحیح شعور عطا فرمائیں اور ہمارے ذرائع ابلاغ کو امام کعبہ کی دعا کا حقیقی مصداق بنائیں۔ آمین!

(حافظ حسن مدنی)

☆ مزید تفصیل کے لئے مضمون: 'اسلامی معاشرہ میں ذرائع ابلاغ کا کردار' ماہنامہ 'محدث' لاہور، اکتوبر ۱۹۹۲ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ